جلد ۲۹ | ۱۸ - ماہ وفا ۱۳۲۰ ہش | ۲۲ جمادی الآخری ۱۳۶۰ھ | ۱۸ - جولائی ۱۹۴۱ء | نمبر ۱۶۱

روزنامہ الفضل قادیان ـــــــــــــ ۲۲ جمادی الاخری ۱۳۶۰ھ

احرار کی تازہ شر انگیزی

حکام ضلع اور حکومت پنجاب کی خاص توجہ کے لئے

۱۳ - جون کے روزنامہ "الفضل" میں جو ۱۲ - جون ۱۹۴۱ء کو شائع ہوا - یہ خبر دی گئی تھی - کہ ایک شخص محمد فاضل ساکن منڈی بوریوالہ ضلع ملتان ایک عورت مسماۃ بیگم کو بوڑیوالہ منڈی سے معہ خورد سالہ لڑکی کے اس کے خاوند کی غیر حاضری میں چکمہ دے کر نکال لایا اور اسے جگہ بجگہ لئے پھرتا رہا - پھر اپنے ایک احمدی رشتہ دار کی وجہ سے اُسے قادیان لے آیا - مسماۃ بیگم کا خاوند تلاش کرتا ہوا قادیان پہونچا - اور اس نے نظارت امور عامہ میں آکر اپنا حال بیان کیا - ناظر صاحب امور عامہ نے معاملہ کی اصلیت معلوم کرنے کے لئے مسماۃ بیگم اور اس کے خاوند اور بیگم مذکورہ کو نکال کر لانے والے محمد فاضل سے حالات دریافت کئے - مسماۃ بیگم نے بیان کیا - کہ وہ اپنے خاوند کے ہمراہ جانا چاہتی ہے - محمد فاضل کے ساتھ رہنے یا اس کے ساتھ جانے کے لئے تیار نہیں - محمد فاضل جو اپنے آپکو مسماۃ مذکورکا عاشق سمجھتا تھا - اس نے یکایک جواب سن کر چھت پر سے نیچے چھلانگ لگا دی - جس پر اُسی وقت پولیس کو محمد فاضل مذکور کے اقدام خودکشی کی اطلاع دی گئی - پولیس نے فوراً موقعہ پر پہونچ کر تفتیش شروع کر دی - اور محمد فاضل کے خلاف اقدام خودکشی کے جُرم میں پرچہ چاک کیا۔

اس کے بعد محمد فاضل مذکور اگلے دن چار بجے صبح بٹالہ ہسپتال میں جہاں اُسے پولیس نے علاج کے لئے داخل کیا تھا - مرگیا -

قادیان اور بٹالہ کے احرار نے بوجہ اس دُشمنی اور عناد کے جو جماعت احرار کو جماعت احمدیہ سے ہے - یہ شور مچانا شروع کر دیا - کہ محمد فاضل نے خودکشی نہیں کی - بلکہ احمدیوں نے اُسے قتل کر دیا ہے - چونکہ تفتیش جاری تھی - اس لئے ہم نے اخبار میں اس کے متعلق کچھ شائع کرنے سے خاموشی اختیار کی - اس کے بعد احرار نے بعض اخبارات میں یہ خبر شائع کرائی - ہم نے اس پر بھی سکوت اختیار کیا - کہ اس معاملہ کو اخباروں میں طول دینے سے ملک کی فضا خراب ہوگی - اور گورنمنٹ کے لئے مزید پریشانی کا موجب ہوگی - لیکن اب احرار نے جماعت احمدیہ کو بدنام کرنے کے لئے ایک باقاعدہ پروپیگنڈا اخبارات میں شروع کر دیا ہے - جس کی وجہ سے ہم ضروری سمجھتے ہیں - کہ پبلک کو صحیح حالات سے واقف کرنے کے لئے ایک مختصر سا نوٹ شائع کردیں :-

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے - وہ عورت جسے محمد فاضل نکال کر لایا تھا - غیر احمدی ہے - اس کا خاوند بھی غیر احمدی ہے محمد فاضل بھی غیر احمدی تھا - ناظر صاحب امور عامہ کو اس معاملہ میں کوئی دلچسپی نہ تھی لیکن محض اس وجہ سے کہ ایک شخص کی عورت نکال کر لائی گئی - اور اس کو ایک احمدی کے گھر میں ٹھہرایا گیا - جس سے جماعت احمدیہ قادیان کی بدنامی تھی - اور اس کا خاوند امداد کا خواہاں ہوا - تو اس کی جائز مدد کرنے کے لئے حالات دریافت کئے گئے - اس پر وہ عورت اپنے خاوند کے ساتھ جانے کے لئے رضامند ہوگئی ناظر صاحب امور عامہ اور بعض دوسرے احمدیوں پر جو الزام قتل احرار نے لگایا ہے اور جس کے ثابت کرنے کے لئے وہ ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں - اس کے متعلق احرار کو سوچنا چاہیئے تھا - کہ اس شخص سے جو مر گیا ہے - ناظر صاحب امور عامہ یا دوسرے احمدیوں کو کیا دُشمنی تھی - جس کی وجہ سے وہ اس قسم کے خطرناک فعل کا اقدام کرنے پر تیار ہو سکتے - محمد فاضل قادیان کا رہنے والا احراری نہ تھا نہ جماعت احرار سے اُسے کوئی تعلق تھا - اور نہ وہ کوئی اچھے چال چلن کا شخص تھا - اس کی بیوی جو زندہ ہے - اس کی نسبت بھی معلوم ہوا ہے کہ اُسے بھی اس نے اغوا کر کے اپنے گھر ڈال لیا تھا - لیکن حیرت ہے - کہ احرار نے اس کے مرجانے کے بعد اسے "مولانا" کے لقب سے شہرت دینی شروع کر دی ہے احرار کی طرف سے جھوٹ کی اشاعت کا یہ پہلا واقعہ نہیں ہے بلکہ جماعت احمدیہ کے خلاف ہر موقعہ پر جھوٹ اور مبالغہ آمیزی سے کام لینا احرار کا شیوہ ہو چکا ہے - ابھی کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا - کہ بٹالہ کے احراری لیڈر حاجی عبدالغنی کثرت شراب نوشی کی وجہ سے بدمست ہو کر مر گئے - اور احرار نے جھوٹ سے کام لیتے ہوئے اس موقعہ پر بھی حاجی عبدالغنی کو شہادت کا مرتبہ دینے کے لئے یہ مشہور کیا تھا - کہ احمدیوں کی سازش سے اس کی موت واقعہ ہوئی ہے - حالانکہ سارا بٹالہ حاجی عبدالغنی کے حالات سے اچھی طرح سے واقف تھا -

ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ ایک احمدی طالب علم لڑکی دیگر طالبات کے ساتھ نہاتے ہوئے تالاب میں اتفاقاً ڈوب گئی۔ مگر قادیان کے احرار نے بغیر کسی قسم کی شرم محسوس کرنے کے اس واقعہ کو اس طرح شہرت دی۔ کہ اسے مروایا گیا۔ گزشتہ سال کا واقعہ ہے کہ ایک صاحبزادی اچانک دماغ کی ایک رگ پھٹنے کی وجہ سے فوت ہو گئیں۔ اس پر قادیان کے بعض کمینہ طبع احرار نے تقریریں کیں اور کہا کہ صاحبزادی صاحبہ کی موت غیر طبعی طور پر ہوئی ہے اور شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ کر مطالبہ کیا کہ اس کی قبر کو اکھاڑ کر پوسٹ مارٹم کیا جائے۔

غرض یہ دشمنان امن ملک میں فتنہ و فساد پھیلانے کے عادی ہیں۔ اور آئے دن نئے سے نیا شگوفہ ملک کی فضا کو مسموم کرنے کے لئے نکالتے رہتے ہیں۔ چونکہ حکام اس قسم کی فتنہ پردازیوں پر ان لوگوں سے باز پرس نہیں کرتے۔ اس لئے وہ روز بروز دوسروں کی عزتوں پر بے باکانہ حملے کرتے اور پبلک کو دھوکہ دیکر اس کے اندر اشتعال پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ موجودہ واقعہ کے متعلق ملک کی فضا کو خراب کرنے کے لئے جو پروپیگنڈہ احرار نے شروع کر رکھا ہے۔ پنجاب گورنمنٹ اور بالخصوص ضلع کے بیدار مغز حکام اس فتنہ انگیزی کا مناسب انتظام کریں گے۔

ہم نہیں چاہتے تھے کہ جس واقعہ کے متعلق پولیس تفتیش کر رہی ہے۔ اس کے متعلق اخبار میں کچھ شائع کیا جائے۔ لیکن احرار کی طرف سے ہندو مسلم اخبارات میں جو اس واقعہ کے متعلق غلط پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ اس سے مجبور ہو کر یہ چند سطور لکھی گئی ہیں۔ اگر احرار نے اپنے رویہ کو نہ بدلا۔ تو اس کے مقابلہ میں مجبوراً ہمیں بھی اپنی روش بدلنی پڑیگی لیکن ہم گورنمنٹ کی موجودہ مشکلات اور ملک کی موجودہ حالت کو ملحوظ رکھتے ہوئے نہیں چاہتے۔ کہ اخبارات میں اس معاملہ کو طول دیا جائے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ حکام ضلع اور گورنمنٹ ہماری اس گزارش پر پوری توجہ دیں گے۔

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۶ وفا ۱۳۲۰ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق سوا نو بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضور کی طبیعت اچھی ہے الحمد للہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو سر اور آنکھوں کے درد سے ابھی صحت نہیں ہوئی۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے دعا کریں۔

آج بعد نماز مغرب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جناب سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندر آباد کی صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کا نکاح تین ہزار روپیہ مہر پر شیر علی صاحب ولد سیٹھ علی محمد بھائی صاحب کے ساتھ پڑھا۔ اور نہایت لطیف خطبہ ارشاد فرمایا۔ جو عنقریب شائع کیا جائے گا۔ احباب دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔

میاں روشن الدین صاحب صراف محلہ دار العلوم کی والدہ صاحبہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحابیہ تھیں۔ اور انہوں نے حج بھی کیا ہوا تھا۔ بعمر ستر سال وفات پا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عصر کے بعد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جنازہ پڑھایا۔ اور مرحومہ کو مقبرہ بہشتی کے قطعہ صحابہ میں دفن کیا گیا۔ احباب بلندیٔ درجات کے لئے دعا کریں۔

جملہ جماعت ہائے احمدیہ اندرون ہند و بیرون ہند توجہ فرمائیں

قبل ازیں متعدد بار اخبار الفضل میں اعلان کیا جا چکا ہے۔ کہ تمام بیرونی جماعتیں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں اپنے اپنے ہاں مجالس انصار اللہ قائم کریں۔ لیکن افسوس ہے کہ بہت کم جماعتوں نے اس طرف توجہ کی ہے۔ اور جن جماعتوں نے اپنے ہاں مجالس قائم کی بھی ہیں وہ بھی ماہوار رپورٹ بھجوانے میں سستی سے کام لے رہی ہیں۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ ایک دفعہ پھر جملہ جماعت ہائے اندرون ہند و بیرون ہند کی توجہ کے لئے ملتمس ہوں کہ وہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ شائع شدہ الفضل یکم ظہور ۱۳۱۹ہش مطابق یکم اگست ۱۹۴۰ء کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔ اور اس کی فی الفور تعمیل کریں۔ موجودہ وقت میں دنیا کے حالات اس قدر سرعت کے ساتھ تبدیل ہو رہے ہیں۔ کہ اس طرح سستی اور جمود سے کام لینا کسی طرح بھی مفید نہیں ہو سکتا۔ علاوہ ازیں ہماری جماعت تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے الٰہی جماعت ہے۔ ہمیں دین کے کاموں میں دنیاوی قوموں سے زیادہ ہوشیار اور مستعد ہونا چاہیئے۔ اور ہر وقت مرکز کی ہدایات پر مستعدی اور چستی سے عمل کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ براہ مہربانی سب جماعتیں اپنی اپنی تنظیم کر کے صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان کے پتہ پر جلد اطلاع دیں جن جماعتوں نے اس سے پہلے اطلاع دے دی ہے۔ ان کو دوبارہ اطلاع کرنے کی ضرورت نہیں ایک دو دن تک انشاء اللہ مرکزی دفتر میں ماہوار رپورٹ بھجوانے کے طریقہ کے متعلق اعلان کر دیا جائے گا۔ خاکسار۔ شیر علی عفی عنہ صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان

تفسیر کبیر نایاب ہو رہی ہے

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تفسیر کبیر از سورۂ یونس تا آخر سورہ کہف اب قریب الختم ہے صرف چند نسخے باقی ہیں۔ اس کے دوسرے ایڈیشن کے جلدی شائع کرنے کی کوئی تجویز نہیں لہذا ضرورت مند احباب اسے حاصل کرنے کے لئے جلدی کریں ورنہ چند دنوں تک یہ حصہ نایاب ہو جائے گا۔ بہت جلد اپنا آرڈر معہ قیمت دفتر تحریک جدید میں ارسال فرمائیں۔ اسی تفسیر کی چند جلدیں جو صرف سورۂ یوسف سے آخر سورہ کہف تک ہیں یعنی صفحہ ۲۷۳ تا صفحہ ۱۰۰۷۔ ان کی قیمت ۴ روپے فی نسخہ تجویز کی گئی ہے۔ لہذا جو دوست صرف یہ حصہ خریدنا چاہیں وہ بحساب ۴ روپے فی نسخہ رقم ارسال فرما دیں۔ (انچارج تحریک جدید)

۳۱ اگست ۱۹۴۱ء یاد رہے

خدا کے فضل و کرم سے ہندوستان کی ہر جماعت اپنے امام اور موعود خلیفہ کی آواز پر لبیک کہنے کے لئے سرگرم عمل ہے۔ تاکہ ۳۱ اگست تک مرکز میں اپنا وعدہ بحیثیت جماعت سو فی صدی پہنچا دے۔ اسی طرح بیرون ہند کی جماعتوں اور براہ راست وعدہ کرنے والے احباب کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ان کا وعدہ ۳۱ اگست تک پورا ہو جائے۔ گزشتہ سال بیرون ہند کے احباب نے اپنی رقم کا بڑا حصہ ۳۱ اگست تک ادا کر دیا تھا۔ اس سال بڑا حصہ بلکہ سارے کا سارا وعدہ ۳۱ اگست ۱۹۴۱ء تک ادا کرنا چاہیئے۔ پس جہاں ہندوستان کے احباب ۳۱ اگست تک بلکہ زمیندار احباب ۳۱ جولائی ۱۹۴۱ء تک وعدے پورے کریں گے۔ وہاں بیرون ہند کے احباب ۳۱ اگست تک وعدے پورے کریں۔ فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

مسئلہ رجم میں جماعت کے علماء کو تحقیق کی دعوت

از حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

غالباً تین یا چار سال کا عرصہ ہوا ہوگا کہ مَیں نے اس معروف فقہی مسئلہ کے متعلق علمائے سلسلہ کو تحقیق کی دعوت دی تھی۔ کہ کیا اسلامی تعلیم کی رُو سے جس شخص کا کوئی لڑکا اس کی زندگی میں فوت ہو جائے۔ اور اس کے دوسرے لڑکے زندہ موجود ہوں۔ اس کے پوتے یعنی متوفی لڑکے کے لڑکے کو اس کا ورثہ پہونچتا ہے۔ یا نہیں۔ میری اس تحریک پر استاذی المکرم حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؓ فاضل مرحوم نے ایک سلسلۂ مضامین لکھا۔ اور معروف عقیدہ کی تائید میں بہت سے دلائل بیان فرمائے۔ (اور غرض بھی یہی تھی۔ کہ تائید یا تردید جو بھی صورت ہو۔ اس کے دلائل سامنے آجائیں) مگر افسوس ہے۔ کہ دوسرے علماء نے خاموشی اختیار کی۔ اور اس طرح یہ اہم مسئلہ بدستور تشنۂ تحقیق رہا۔ گو مجھے حال ہی میں معلوم ہوا ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس مسئلہ کو ایک احسن طریق پر حل فرما دیا ہے۔ اور امید رکھنی چاہیئے۔ کہ انشاء اللہ کسی مناسب موقعہ پر حضور کا فتوےٰ شائع ہو کر احباب تک پہونچ جائے گا:۔

مسئلہ رجم

اسی سلسلہ کی دوسری کڑی کے طور پر مَیں اس جگہ مسئلہ رجم کے متعلق اہل علم طبقہ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ یعنی یہ کہ آیا اسلام نے فی الواقعہ شادی شدہ مرد یا عورت کے لئے زنا کی سزا رجم یعنی سنگسار مقرر فرمائی ہے؟ جیسا کہ ہر شخص جانتا ہے۔ جمہور مسلمانوں کا عام عقیدہ ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ جب کوئی شادی شدہ مرد یا عورت زنا کا مرتکب ہو۔ اور خدا تعالےٰ نے کی ستّاری اس سے اپنا دامن کھینچ کر اسے ننگا کر دے۔ اور اس کا یہ جُرم چار معتبر اور چشم دید گواہوں کی شہادت سے پایۂ ثبوت کو پہونچ جائے۔ تو ایسے شخص کے لئے اسلام نے یہ سزا مقرر کی ہے۔ کہ اسے کسی کھلے میدان میں کھڑا کر کے خواہ زمین میں گاڑ کر یا ویسے ہی۔ اس پر پتھروں کی بارش برسائی جائے۔ حتیٰ کہ وُہ اسی حالت میں پتھروں کی ضرب کھاتا ہوا جاں بحق ہو جائے۔ یہ عقیدہ اوائل سے لے کر اب تک جمہور مسلمانوں کا مسلّم عقیدہ رہا ہے۔ اور گو بعض نے اس عقیدہ سے اختلاف کیا ہے۔ مگر یہ اختلاف اس قدر قلیل اور شاذ ہے۔ کہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ گویا یہ عقیدہ جمہور مسلمانوں کا متفقہ اور متحدہ عقیدہ ہے۔ مگر تحقیقی لحاظ سے دیکھا جائے۔ تو اس عقیدہ کے متعلق بعض ایسے سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ کہ علماء کو اس بارے میں غور کر کے کوئی آخری رائے قائم کرنی ضروری ہے۔ ہر چند کہ اس وقت ہندوستان میں جہاں ایک غیر اسلامی حکومت قائم ہے یہ مسئلہ کوئی عملی اہمیت نہیں رکھتا اور زیادہ تر صرف ایک علمی حیثیت رکھتا ہے۔ مگر اوّل تو بہر حال یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے۔ دُوسرے چونکہ اس مسئلہ کا بالواسطہ طور پر اسلامی تعلیم کی رُوح پر کافی گہرا اثر پڑتا ہے۔ اس لئے اسے کسی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ بظاہر حالات اس مسئلہ کے متعلق جو سوالات پیدا ہوتے ہیں وُہ مختصراً یہ ہیں:۔

پہلا سوال

اوّل۔ زنا کے تعلق میں شریعت اسلامی کی طرف دو سزائیں منسوب کی جاتی ہیں۔ ایک غیر شادی شدہ شخص کی سزا۔ یعنی اسّی کوڑے۔ اور دوسرے شادی شدہ شخص کی سزا یعنی سنگسار۔ لیکن عجیب بات ہے۔ کہ ان دو سزاؤں میں سے جو سزا کم اہم اور نسبتاً نرم ہے۔ یعنی کوڑے۔ اس کا تو قرآن شریف نے صراحتاً ذکر کیا ہے۔ لیکن اس کے مقابل پر زیادہ اہم اور زیادہ سخت سزا کے ذکر کو ترک کر کے اسے محض زبانی حدیثوں کی تشریح پر چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ عقلاً یہ بات ضروری تھی۔ کہ قرآن شریف جو شریعت اسلامی کا اصل ماخذ ہے۔ زیادہ اہم سزا کا ذکر کرتا۔ اور اگر کسی سزا کا ذکر ترک ہی کرنا تھا۔ تو ہلکی سزا کے ذکر کو ترک کر دیا جاتا۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ بلکہ زیادہ اہم سزا کے ذکر کو ترک کر کے صرف کم اور ہلکی سزا کا ذکر درج کر دیا گیا ہے۔ اور زیادہ اہم سزا کے ذکر کے لئے ہمیں حدیث کا رستہ دکھایا جاتا ہے۔

دُوسرا سوال

دوم۔ قرآن شریف نے زنا کی سزا کا ذکر سُورۂ نُور میں کیا ہے۔ جہاں حضرت عایشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا پر بہتان والے واقعہ کی ذیل میں زنا سے تعلق رکھنے والے احکام نازل ہُوئے ہیں مگر عجیب بات ہے۔ کہ اس جگہ واقعہ تو ایک شادی شدہ عورت کا ہے۔ اور ذکر اس سزا کا کیا جاتا ہے۔ جو غیر شادی شدہ سے تعلق رکھتی ہے۔ حالانکہ اگر اسلام نے رجم کی سزا مقرر کی ہوتی۔ تو طبعاً اور لازماً یہی وُہ موقعہ تھا۔ جہاں اس کا ذکر ہونا چاہیئے تھا۔ مگر اس جگہ رجم کے ذکر کا نام و نشان تک نہیں۔

تیسرا سوال

سوم۔ کہا جاتا ہے۔ کہ شروع میں رجم کی سزا کے متعلق قرآن شریف میں ایک آیت بھی نازل ہوئی تھی۔ اور وُہ یہ کہ الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما۔ مگر بعد میں اس آیت کے الفاظ تو منسوخ ہو گئے۔ مگر حکم قائم رہا۔ اگر یہ درست ہے۔ تو اس آیت کا ترک کیا جانا اور اس کے الفاظ کا منسوخ کیا جانا ہی اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ اب یہ سزا نہیں رہی۔ ورنہ جب آیت اتر چکی تھی۔ اور سزا ابھی قائم کی تھی تو آیت کو ترک کیوں کیا گیا۔ علاوہ ازیں الفاظ کا منسوخ ہو جانا اور حکم کا قائم رہنا بھی ایک غیر معقول سا خیال ہے پھر مزعومہ آیت کے الفاظ بھی یہ شبہ پیدا کرتے ہیں کہ یہ کوئی قرآنی آیت نہیں:۔

چوتھا سوال

چہارم۔ اسلام نے اصولی تعلیم دی ہے۔ کہ قتل کرنے کے طریق میں نرمی کو اختیار کرنا چاہیئے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔ کہ ایک مسلمان قتل کرنے کے طریق میں سب لوگوں سے زیادہ نرم ہوتا ہے۔ اور ایک دوسری حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ ہدایت بیان ہُوئی ہے۔ کہ جب ایک مسلمان جنگ میں کافروں کے سامنے ہو۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ کسی کے مونہہ پر ضرب نہ لگائے۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان اصُولی ارشادات کے ساتھ رجم کی سزا جو ایک سخت ترین طریق قتل پر مشتمل ہے۔ جس میں عملاً زیادہ تر سر اور مونہہ ہی پتھروں کا نشانہ بنتے ہیں۔ کسی طرح مطابقت نہیں کھاتی:۔

پانچواں سوال

پنجم۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ عام طریق تھا۔ کہ جب تک اسلامی شریعت کا کوئی نیا حکم نازل نہیں ہوتا تھا۔ آپ بالعموم موسوی شریعت کے مطابق فیصلہ فرمایا کرتے تھے۔ پس جب رجم کے متعلق قرآن کریم میں کوئی حکم موجود نہیں۔ تو کیوں نہ سمجھا جائے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو رجم کی بعض مثالیں ملتی ہیں۔ وُہ اس بناء پر نہیں ہیں۔ کہ اسلام رجم کا حکم دیتا ہے۔ بلکہ اس بناء پر ہیں۔ کہ سابقہ شریعت میں اس کا حکم تھا۔ اور جب اسلامی شریعت آئی۔ تو یہ حکم منسوخ ہو گیا بلکہ بعض لوگ اسے غلطی سے غیر منسوخ سمجھتے رہے:۔

چھٹا سوال

ششم۔ قرآن شریف میں یہ صریح حکم موجود ہے۔ کہ زنا کے معاملہ میں ایک لونڈی کی سزا آزاد عورت سے نصف ہے۔

مگر ظاہر ہے کہ رجم کی صورت میں سزا کا تنصیف ہونا کسی طرح ممکن نہیں۔ تنصیف کا اصول اسی صورت میں چل سکتا ہے۔ کہ زنا کی سزا کو صرف کوڑوں تک محدود سمجھا جائے ؛

ساتواں سوال

ہفتم۔ مندرجہ بالا وجوہات کی بناء پر کئی اسلامی علماء کو بھی رجم کی سزا کے متعلق شبہات پیدا ہوئے ہیں۔ چنانچہ بعض نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ چونکہ قرآن شریف رجم کا حکم نہیں دیتا۔ بلکہ صرف کوڑوں کی سزا کا حکم دیتا ہے اسلئے بیشک حدیث کے ماتحت شادی شدہ زانی کو رجم کیا جائے۔ مگر احتیاطاً قرآنی حکم کے ماتحت اسے کوڑے بھی لگا دینے چاہئیں۔ چنانچہ بعض علماء کا فتوےٰ ہے۔ کہ پہلے کوڑے لگائے جائیں۔ اور بعد ازاں رجم کیا جائے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ پہلے رجم کیا جائے۔ اور بعد میں مقتول کی نعش کو کوڑے مارے جائیں۔ اس سے اس مسئلہ میں علماء کی پریشانی ظاہر و عیاں ہے ؛

رجم کی تائید میں دلائل

ان دلائل اور اسی قسم کے دوسرے دلائل سے رجم کی سزا کے متعلق حقیقی شبہ پیدا ہوتا ہے۔ مگر اس کے مقابل پر رجم کے حکم کی تائید میں بھی بعض وزنی دلائل ہیں مثلاً

پہلی دلیل

اول۔ رجم ان مسائل میں سے ہے۔ جو عمل سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے اس میں سب سے زیادہ وزن مسلمانوں کے تعامل کو دیا جائے گا۔ اور خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین کے عمل کو۔ اور جب ہم عمل کو دیکھتے ہیں تو تاریخ سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے۔ کہ نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بلکہ خلفائے راشدین کے زمانہ میں بھی شادی شدہ زانیوں کو رجم کی سزا دی جاتی رہی ہے۔ اگر یہ مثالیں صرف ابتدائی زمانہ تک محدود ہوتیں۔ تو یہ خیال کیا جا سکتا تھا۔ کہ شائد یہ طریق قبل نزول سورۂ نور سابقہ شریعت کی اتباع میں جاری تھا۔ اور بعد میں منسوخ ہو گیا۔ لیکن جب کہ خلفائے راشدین کے زمانہ میں بھی رجم کی سزا دی گئی ہے تو لامحالہ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ رجم ایک مستقل اسلامی حکم ہے۔ جس پر ہر زمانہ میں عمل ہوتا رہا ہے۔

دوسری دلیل

دوم۔ اگر سورۂ نور میں رجم کی سزا کا حکم بیان نہیں ہوا تو اس سے اصل مسئلہ پر چنداں اثر نہیں پڑتا۔ کیونکہ سورہ نور بے شک حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے قصہ میں نازل ہوئی۔ مگر چونکہ حضرت عائشہ رضؓ بہر حال بری اور معصوم تھیں۔ اس لئے ان کے قصہ کی ذیل میں کسی شادی شدہ کی سزا کا بیان کرنا ضروری نہیں تھا۔ بلکہ خیال کیا جا سکتا ہے۔ کہ حضرت عائشہ کی بریت اور معصومیت کا احترام یہ چاہتا تھا۔ کہ اس میں کسی ایسی سزا کی طرف اشارہ نہ ہو جو شادی شدہ سے تعلق رکھتی ہے۔ تاکہ حضرت عائشہ رضؓ کی بریت کا اعلان بالکل بے داغ رہے۔ اسی لئے سورہ نور میں صرف غیر شادی کی سزا کے ذکر پر اکتفا کی گئی۔ اور شادی شدہ کا ذکر ترک کر دیا گیا ؛

تیسری دلیل

سوم۔ یہ بات بعید از قیاس نہیں کہ قرآن شریف نے زیادہ سخت اور زیادہ اہم سزا کا ذکر ترک کر کے کم اہم سزا کو اس لئے بیان کیا ہو۔ تا اس ذریعہ سے یہ اشارہ کیا جائے۔ کہ یہ ایک ایسا جرم ہے۔ کہ اس کا ادنےٰ درجہ بھی خدا کے نزدیک بر ملا سزا کے قابل ہے۔ اور اس کے اوپر کے درجے تو بہر حال قابل سزا ہیں ہی ؛

چوتھی دلیل

چہارم۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو جو اسلامی شریعت اور خصوصاً شریعت کے تعزیری حصہ کے تفقہ میں بہت بلند پایہ رکھتے ہیں رجم کی سزا پر اس قدر یقین تھا۔ کہ وہ زور و شور کے ساتھ اعلان فرمایا کرتے تھے۔ کہ دیکھنا یہ نہ سمجھنا کہ رجم کا حکم قرآن میں نہیں ہے۔ اس لئے اس پر عمل واجب نہیں۔ بلکہ یہ حکم قرآنی شریعت کا حصہ ہے۔ اور اس پر عمل ضروری ہے۔

پانچویں دلیل

پنجم۔ بے شک عام حالات میں اسلام نے قتل کے طریق میں نرمی کا پہلو اختیار کیا ہے۔ اور نرمی کی تعلیم دی ہے۔ لیکن چونکہ زنا ایسا جرم ہے۔ کہ اس کا سوسائٹی کے اخلاق پر بہت بھاری اثر پڑتا ہے۔ اور ضروری ہے کہ سخت ذرائع استعمال کر کے اس جرم کا انسداد کیا جائے۔ اس لئے اسلام نے اس بارے میں سخت سزا کا حکم دیا۔ کیونکہ اس سختی کے پردہ میں بھی مخلوق ہی کے لئے رحمت و شفقت پنہاں ہے۔

چھٹی دلیل

ششم۔ جس شخص نے خدائے ارحم الراحمین جس کی ستاری کی صفت انتہا کو پہونچی ہوئی ہے۔ اپنی ستاری کے دامن کو اس حد تک کھینچ لیتا ہے۔ کہ وہ زنا جیسے جرم میں جو انتہائی پردہ کی حالت میں کیا جاتا ہے۔ اس درجہ ننگا ہو جاتا ہے۔ کہ چار معتبر گواہ اس کی روسیاہی پر چشم دید شہادت دیتے ہیں۔ تو اس کی انتہائی شقاوت میں کیا شبہ ہے۔ اور وہ خدا کے بندوں کی طرف سے کس رحم کا مستحق سمجھا جا سکتا ہے۔

ساتویں دلیل

ہفتم۔ میں نے سنا ہے گو میں نے یہ حوالہ خود نہیں دیکھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے بھی اپنی کسی تحریر میں اس بات کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ اسلام نے زنا کی سزا رجم مقرر کی ہے پس اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ بیان جمہور مسلمانوں کی طرف سے محض حکایت کے رنگ میں نہیں ہے۔ بلکہ خود آپ کا اپنا ذاتی فتوےٰ ہے تو احمدیہ جماعت کے لئے اس کے بعد کسی اور بحث کی گنجائش نہیں رہتی۔ اور کم از کم میرے لئے تو ساری بحث کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ میں نے خدا کے فضل سے اپنے دل کو ہمیشہ اس بات کے لئے آمادہ پایا ہے۔ کہ اگر میرے پاس کسی بات کی تائید میں ہزار دلیل ہو۔ جس پر مجھے فخر اور ناز ہو۔ مگر مجھ پر یہ ظاہر ہو جائے کہ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد حال بظاہر بے دلیل دبے ثبوت ارشاد کچھ اور ہے۔ تو میں اپنے خیالات کو اپنے دل سے اس طرح نکال کر پھینک دیتا ہوں۔ جس طرح مکھن میں سے بال کو نکال کر پھینک دیا جاتا ہے ؎

خلق مے گوید کہ خسرو بت پرستی میکند
آرے آرے می کنم باخلق و عالم کار نیست

علماء کا کام

مختصراً یہ وہ دلائل ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ رجم کی سزا درست اور برحق ہے۔ پس اب ہمارے علماء کا یہ کام ہے۔ کہ وہ اس بحث کے موافق و مخالف دلائل پر غور کر کے اور اس میدان میں مزید تحقیق کا رستہ کھولکر کوئی آخری رائے قائم کریں۔ مگر یہ بات بہر صورت مدنظر رہنی چاہیئے کہ عملی مسائل میں سب سے زیادہ وزن مومنوں کے تعامل کو ہوتا ہے۔ اور محض کسی عقلی دلیل سے جو غلطی کا امکان رکھتی ہو ایک ثابت شدہ تعامل کو ہرگز رد نہیں کیا جا سکتا۔ گو یہ علیحدہ بات ہے۔ کہ کسی امر میں تعامل ہی ثابت نہ ہو یا ایک رنگ تعامل کا تو ہو مگر تعامل کی تہ میں کوئی اور معقول تشریح موجود ہو۔

مجھے اس مسئلہ میں تحقیق کی ضرورت اس لئے محسوس ہو رہی ہے۔ کہ سیرۃ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی تصنیف میں یہ مسئلہ میرے راستہ میں آتا ہے۔ اور چونکہ یہ مسئلہ بہت اہم ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ جماعت کا علم دوست طبقہ اس کے متعلق مزید تحقیق کر کے میری راہنمائی کرے۔ نیز اگر کسی دوست کو اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی ارشاد یاد ہو تو اس سے بھی مطلع فرمائیں ؛

تحریک قرضہ اور ایک مخلص دوست

تحریک قرضہ پچاس ہزار جو حال ہی میں اخبار الفضل میں شائع ہوئی ہے۔ اسمیں سب سے پہلے حصہ لینے والے دوست چوہدری نورالدین صاحب ذیلدار چک نمبر ۱ ضلع منٹگمری ہیں۔ انہوں نے مبلغ دو سو روپیہ فوراً اخبار پڑھتے ہی اس تحریک میں بھیجدیا ہے جزاہ اللہ احسن الجزاء

جماعت کے دوسرے ذی ثروت احباب سے درخواست ہے۔ کہ وہ بھی جلد از جلد اس تحریک میں حصہ لے کر السابقون الاولون میں شامل ہوں۔ ناظر بیت المال قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وحی وحیٔ نبوت ہے

غیر مبایعین کا دعویٰ ہے کہ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وحی وحی نبوت نہیں ہے آپ نبی نہیں۔ مگر ہر وہ شخص جسے آپ کی تحریرات پڑھنے کا موقع ملا بخوبی جانتا ہے۔ کہ غیر مبایعین کا یہ ادعا بالکل باطل ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وحی کو نہایت شدومد سے نبوت کی وحی قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ نبیوں اور دوسرے ملہمین کی وحی میں مندرجہ ذیل فرق بیان فرماتے ہیں:۔

"نبیوں سے مکالمہ میں کثرت ہوتی ہے اور عام مکالمہ الٰہیہ میں کثرت نہیں ہوتی۔ اور نبیوں سے مکالمہ کی کیفیت صاف ہوتی ہے...... نبوت کی وحی اور مکالمہ اور دوسرے لوگوں کے مکالمہ میں فرق کثرت اور کیفیت و کمیت کا ہوتا ہے۔ پس کثرت اور قلت اور صفائی اور تکدر کا فرق ثابت کر دیتا ہے۔ کہ مکالمہ نبوت کیا ہے۔ اور دوسرا کیا۔"

(الحکم فروری ۱۹۱۳ء)

مندرجہ بالا تحریر سے صاف عیاں ہے۔ کہ وحی نبوت اور وحی ولایت میں کثرت اور قلت۔ صفائی اور تکدر کا فرق ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جس قدر خدا تعالےٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے۔ اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں۔ تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو۔ تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔"

(حقیقت الوحی صفحہ ۳۹۱)

اس کے آگے حضور فرماتے ہیں۔ کثرت وحی کی وجہ سے خدا نے آپ کا نام نبی رکھا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس سے محروم رہ گئے۔ کیونکہ کثرت وحی شرط ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں "غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں نہیں پائی جاتی۔"

(حقیقت الوحی صفحہ ۳۹۱)

ناظرین۔ غور فرمائیں۔ حضور علیہ السلام کے خیال میں وحی نبوت اور وحی ولایت میں فرق کثرت اور قلت کا ہے۔ اور کثرت وحی کے متعلق آپ کا دعوےٰ ہے۔ کہ تیرہ سو سال میں کسی اَور کو سوائے آپ کے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی پس آپ کی وحی اولیاء والی وحی نہ تھی بلکہ نبیوں والی تھی۔

دوسرا مابہ الامتیاز نشان جو آپ نے وحی نبوت اور وحی ولایت میں قرار دیا ہے۔ وہ صفائی اور تکدر کا ہے۔ آؤ ہم دیکھیں اس کسوٹی کے مطابق آپ کی وحی وحیٔ نبوت ثابت ہوتی ہے یا نہیں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

(الف) "یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے۔ اگر میں ایک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں۔ اور میری آخرت تباہ ہو جائے۔ وہ کلام جو مجھ پر نازل ہوا یقینی اور قطعی ہے۔ اور جیسا کہ آفتاب اور اس کی روشنی کو دیکھ کر کوئی شک نہیں کر سکتا۔ کہ یہ آفتاب اور یہ اس کی روشنی ہے۔ ایسا ہی میں اس کلام میں بھی شک نہیں کر سکتا۔ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے میرے پر نازل ہوتا ہے اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا کی کتاب پر۔"

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵ و ۲۶)

(ب) "جیسا کہ وحی تمام انبیاء علیہم السلام کی حضرت آدم سے لے کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک از قبیل اضغاث احلام و حدیث النفس نہیں ہے۔ ایسا ہی یہ وحی بھی ان شبہات سے پاک اور منزہ ہے...... پھر جس حالت میں صدہا نبیوں کی نسبت ہمارے معجزات اور پیشگوئیاں سبقت لے گئی ہیں۔ تو اب خود سوچ لو کہ اس وحی الٰہی کو اضغاث احلام اور حدیث النفس کہنا درحقیقت تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت سے انکار کرنا ہے۔"

(نزول المسیح صفحہ ۸۱ و ۸۴)

پس آپ کا یہ دعوےٰ ہے کہ آپ کی وحی اس قدر صاف ہے جیسا کہ آفتاب اور اس کی روشنی۔ وہ تمام شبہات سے منزہ ہے۔ اس پر ایمان لانا ایسا ہی فرض ہے جیسا کہ خدا کی کتاب پر۔ اور اس کا انکار تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت کا انکار ہے۔ پس حضور کے بیان کردہ پیمانہ (یعنے صفائی اور تکدر) کے مطابق آپ کی وحی وحیٔ نبوت ہے نہ کہ وحی ولایت۔

اکثر دیکھا گیا ہے۔ کہ جب غیر مبایعین دلائل سے عاجز آجاتے ہیں۔ تو وہ کہنے لگتے ہیں۔ کہ لفظ وحی نبوت دکھاؤ۔ ہر ایک عقلمند جانتا ہے کہ ان کا یہ مطالبہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان کردہ معیار کے بعد قطعاً ناواجب ہے۔ مگر قربان جائیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کہ آپ نے اس مطالبہ کو بھی باقی نہیں چھوڑا۔

حضور ان لوگوں کا جواب دیتے ہوئے جو یہ کہتے ہیں کہ جھوٹا مدعی نبوت دعوےٰ الہام کے بعد ۲۳ سال تک زندہ رہ سکتا ہے اور لو تقول کی آیت سے صرف اپنی صداقت کو ثابت کرنے اور اکبر بادشاہ وغیرہ کے تئیس کے دلیل نہ بننے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اس مقام سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی تمام پاک کتابیں اس بات میں متفق ہیں۔ کہ جھوٹا نبی ہلاک کیا جاتا ہے۔ اب اس کے مقابل پر یہ پیش کرنا کہ اکبر بادشاہ نے نبوت کا دعویٰ کیا یا روشن دین جالندھری نے دعوےٰ کیا۔ یا کسی اور شخص نے دعوےٰ کیا۔ اور وہ ہلاک نہیں ہوئے یہ ایک دوسری حماقت ہے جو ظاہر کی جاتی ہے۔ بھلا اگر یہ سچ ہے کہ ان لوگوں نے نبوت کے دعوے کئے۔ اور تئیس برس تک ہلاک نہ ہوئے۔ تو پہلے ان لوگوں کی خاص تحریر سے ان کا دعوےٰ ثابت کرنا چاہیے اور وہ الہام پیش کرنا چاہیے جو الہام انہوں نے خدا کے نام پر لوگوں کو سنایا۔ یعنے یہ کہا کہ ان لفظوں کے ساتھ میرے پر وحی نازل ہوئی ہے۔ کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ اور اصل لفظ ان کی وحی کے کامل ثبوت کے ساتھ پیش کرنے چاہئیں۔ کیونکہ ہماری تمام بحث وحیٔ نبوت میں ہے۔ جن کی نسبت یہ ضروری ہے۔ کہ بعض کلمات پیش کر کے یہ کہا جائے کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ہمارے پر نازل ہوا ہے۔"

(ضمیمہ اربعین نمبر ۳ و ۴ صفحہ ۱۱)

یہ حوالہ کسی مزید تشریح کا محتاج نہیں۔ اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھلے طور پر اپنی وحی کو وحی نبوت قرار دیا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ فرماتے ہیں "جس میں شان نبوت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی۔"

(ایام الصلح صفحہ ۱۳۶)

غیر مبایع دوستو! خدارا انصاف کرو۔ کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نبوت کی شان بھی باقی نہیں۔ ہاں اس مسیح موعود میں جسکا یہ دعویٰ ہے کہ "خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اس قدر نشان دکھلائے ہیں۔ کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔" (چشمہ معرفت ص ۳۱۷)

جو شخص اپنے نشانات سے ہزار نبیوں کی نبوت ثابت کرسکتا ہو۔ کیا خود اس میں نبوت کی شان بھی نہیں۔ پھر جو شخص یہ اعلان کرے۔ کہ "ایسا ہی خدا تعالیٰ اور اس کے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے۔ اور تمام خدا کے نبیوں نے اس کی تعریف کی ہے۔ اور اس کو تمام انبیاء کی صفات کاملہ کا مظہر ٹھیرایا ہے۔" (نزول المسیح ص ۴۸)

کیا وہ خود نبی نہیں۔ اور اس میں شانِ نبوت نہیں پائی جاتی یقیناً پائی جاتی ہے۔ تو اس کی وحی بھی وحی نبوت ہے۔ آخر میں میں غیر مبایعین کے امیر مولوی محمد علی صاحب کا مقرر کردہ معیار وحی نبوت اور وحی ولایت پیش کرتا ہوں۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں۔ "سب سے پہلا امتیازی نشان وحی نبوت اور وحی ولایت میں ہم نے یہ قائم کیا تھا۔ کہ وحی نبوت جبرائیل لاتے ہیں۔" (النبوۃ فی الاسلام ص ۲۱۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:- "جاءنی ائیل۔ یعنی جبرائیل میرے پاس آیا۔" (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۳)

پس مولوی محمد علی صاحب کے معیار کے رو سے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی نبوت ثابت ہو گئی۔

خاکسار مرزا عبد اللطیف بی۔ اے سکرٹری نشر و اشاعت جماعت احمدیہ شملہ

تبلیغ اندرون ہند

مختلف مقامات میں تبلیغ احمدیت

رپورٹ جلسہ جماعت احمدیہ وزیر آباد

پیشتر ازیں ہمارا ایک جلسہ غیر مبایعین وزیر آباد کے جلسہ کے جواب میں ہوا۔ جس میں غیر مبایعین کو وقت دینے کا اعلان کیا گیا۔ اولاً جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے حضورؑ کی نبوت کے اثبات میں چار قوی دلائل دے کر نصف گھنٹہ میں اپنی تقریر ختم کی۔ اس کے بعد جناب ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی پلیڈر گجرات نے اسی موضوع پر تقریر شروع کی۔ ابھی انہوں نے اپنے دعوے کے ثبوت میں صرف دو ہی دلیلیں دی تھیں۔ کہ بعض لوگوں نے شور مچانا شروع کر دیا۔ کہ اب حسب اعلان مولوی عمر الدین صاحب شملوی کو وقت دیا جائے لیکن جناب ملک صاحب نے فرمایا۔ تاوقتیکہ میرا مضمون ختم نہ ہوئے کسی کو وقت نہ دیا جائیگا۔ اس کے بعد جناب ملک صاحب نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے اپنے دعوے کے ثبوت میں چار اور مضبوط دلائل پیش کئے۔ اور ایک گھنٹہ کے بعد تقریر ختم کی۔ اس پر مولوی عمر الدین صاحب کو سوال وجواب کا موقعہ دیا گیا۔ مگر مولوی عمر الدین صاحب نے جناب ملک صاحب کی کسی دلیل کا بھی جواب نہ دیا۔ اور صاف اعلان کر دیا۔ کہ آج میں انکی کسی بات کا جواب نہیں دونگا۔ برعکس اسکے جناب ملک صاحب نے ان کی ہر ایک بات کا تسلی بخش جواب دیا۔ ایک غیر احمدی مولوی عبد الغفور صاحب امام جامع مسجد وزیر آباد نے جلسہ کے خاتمہ پر اعلان کیا۔ کہ اس مناظرہ میں خادم صاحب نے اپنی تقریر کے پہلے حصہ میں مرزا صاحب کی نبوت کی دو نہایت ہی مضبوط دلیلیں پیش کی تھیں۔ اور چار بعد میں۔ وہ بھی نہایت مضبوط تھیں۔ مولوی عمر الدین صاحب کو ان کی تردید کرنی تھی۔ مگر افسوس انہوں نے کسی ایک دلیل کو بھی رد نہیں کیا۔ اس مناظرہ میں قادیانی پارٹی کی نمایاں فتح ہے۔ اس ذلت کو مٹانے کے لئے غیر مبایعین نے دوبارہ جلسہ کیا۔ مگر وہ بھی ان کی خفت میں اضافہ کا موجب بنا۔ اور وہ اسطرح کہ جب وہ خادم صاحب کے جواب میں تقریر کر رہے تھے۔ ایک غیر احمدی نے اٹھ کر کہا۔ کہ "اب اس موضوع کو چھوڑیں کیونکہ اب خادم صاحب یہاں نہیں ہیں۔ اور اگر آپ نے ان کی باتوں کا جواب دینا ہے۔ تو پھر انہیں بلا لیجئے دیں مسیح تو یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب کا دعوے واقعی نبوت کا ہے۔ قادیانی بھائی ناک کو سیدھا پکڑتے ہیں اور آپ الٹا اور اگر ان کا دعوے نبوت کا نہیں تھا تو بتایئے۔ انہوں نے ایک غلطی کا ازالہ کیوں لکھا؟" اس کے بعد اس غیر احمدی نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پُرانے اور بیہودہ اعتراضات کرنے شروع کر دیئے۔ اور اس طرح ان کا یہ جلسہ شور وغوغا میں ختم ہوا۔

اب یہاں مولوی محمد یار صاحب عارف اور مولوی محمد سلیم صاحب کے آنے پر یکم جولائی کو منادی کرا کے ایک پبلک جلسہ کیا گیا۔ جس میں اولاً مولوی عارف صاحب نے "مسلمانوں کی موجودہ پستی اور ان کے علاج" پر قرآن اور حدیث کی روشنی میں تقریر فرمائی۔ جس میں قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی ترقی اور عروج کے اسباب بیان فرمائے۔ اور موجودہ مسلمانوں میں ان کا فقدان اور جماعت احمدیہ میں انکا نشان بتایا۔ اور انہی کی بنا پر جماعت احمدیہ کی ترقی اور اس کے صحیح اسلامی تعلیم کے حامل ہونے کا مفصل ذکر کرتے ہوئے حاضرین کو جماعت احمدیہ میں شمولیت کی دعوت دی۔ بعد ازاں مولوی محمد سلیم صاحب نے ختم نبوت کے صحیح مفہوم پر تقریر فرمائی۔ اور اپنے مضمون کو نہایت شرح وبسط سے لطیف پیرایہ میں بیان فرمایا۔ بعد میں ایک صاحب نے مختلف اقسام کے اعتراضات کئے۔ جن کے جناب مولوی صاحب نے نہایت ہی معقول اور عام فہم جواب دے کر سب کی تسلی کر دی۔ اور جلسہ دو گھنٹہ کے بعد دعا پر ختم ہوا۔ پھر صبح مولوی محمد سلیم صاحب نے ایک اور غیر احمدی کے اعتراضات کے جواب دیتے ہوئے مؤثر تبلیغ کی۔ اور بعد میں جماعت کے دوستوں کے چند استفسارات کے جواب دے کر ۳ر جولائی واپس قادیان دارالامان کو تشریف لے گئے۔

خاکسار عبد الرحمٰن صابر سکرٹری تبلیغ وزیر آباد

معمار صاحب سے مناظرہ

خاکسار نے عبد اللہ صاحب معمار امرتسری کے ساتھ نئی آبادی پتلی گھر امرتسر میں تقریباً چھ گھنٹے مناظرہ کیا۔ دوران مناظرہ میں عبد اللہ صاحب نے کہا۔ کہ چاند سورج گرہن والی حدیثیں بے ایمانوں کی گھڑی ہوئی ہیں۔ اور جب گزشتہ بزرگوں کے حوالہ جات پیش کئے گئے۔ تو کہا۔ کہ یہ سب انکی بکواس ہے اگرچہ مناظرہ کے خاتمہ پر بعض لوگوں نے مجھے برا بھلا کہا۔ اور حملہ آور بھی ہوئے مگر معمار صاحب کے تین رشتہ داروں یعنی مستری محمد اسماعیل صاحب و سردار محمد صاحب و محمد اسماعیل صاحب نے بیعت کر لی۔ اور کئی دوست تحقیق میں لگ گئے ہیں۔ مجھے چندہ دے کر انہوں نے ایک رسالہ بھی شائع کرایا ہے جس کا نام دنیا میں ایک پیشگوئی کا ظہور ہے۔ اور مخالفین پر اتمام حجت کی خاطر دو صد روپیہ نقد انعام مقرر کیا گیا ہے۔ عبد العزیز معمار از امرتسر

آگرہ

محمد حسین خانصاحب سکرٹری تبلیغ لکھتے ہیں۔ روزانہ درس قرآن مجید وکتب حضرت اقدسؑ کے ذریعہ جماعت کی تبلیغی تیاری کروائی جاتی ہے۔ متعدد تقریریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معجزات۔ اور مسئلہ جہاد کی حقیقت کے متعلق کی گئیں۔ جو ہر اتوار کو پانچ سے ساڑھے سات بجے شام تک ہوتی ہیں۔ تھیوسوفیکل سوسائٹی کے تمام ہفتہ وار جلسوں میں مولانا عبد المالک خانصاحب مبلغ اور یہ عاجز شامل ہوتے رہے۔ مختلف موضوعات پر دلچسپ مذاکرات ہوئے۔ (ناظم نشر و اشاعت)

بجٹ سال ۱۳۲۰-۲۱ ہش ۱۹۴۱-۴۲ء جلد تشخیص کئے جاویں

مندرجہ ذیل شہری جماعتوں کی طرف سے ابھی تک بجٹ سال ۱۹۴۱-۴۲ء تشخیص ہو کر نہیں آئے۔ حالانکہ اخبارات میں اعلان بھی کیا جا چکا ہے۔ کہ عہدیداران کو اپنی اپنی جماعت کا بجٹ جلد تشخیص کر کے بھجوا دینا چاہیئے۔ لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ پھر متعلقہ عہدیداران کو تاکید کی جاتی ہے۔ کہ اس بارے میں فوری توجہ فرمادیں۔

کٹک۔ سونگھڑا۔ بھدرک۔ کیرنگ۔ پوری۔ خوردہ۔ سمبل پور سکاکتہ۔ پراونشل بنگال۔ ناگپور۔ بھوپال۔ جبل پور۔ بمبئی۔ پونا۔ احمد آباد کاٹھیاواڑ۔ حیدر آباد دکن۔ سکندر آباد۔ یادگیر۔ محبوب نگر۔ دیوراگ۔ اوٹکمور۔ شموگہ۔ بنگلور۔ مدراس۔ کالی کٹ۔ کنانور۔ سماتان کولم۔ کولمبو۔ پنگاڈی۔ رنگون۔

ناظر بیت المال

عہدیداران مال کے تقرر کا اعلان!

(۱) چوہدری سلطان علی صاحب کو جماعت احمدیہ چک ۹۹ شمالی ضلع سرگودہا کیلئے سکرٹری مال مقرر کیا جاتا ہے۔

(۲) مستری عبدالمجید صاحب ملازم میونسپلٹی کو جماعت احمدیہ جموں کیلئے سکرٹری مال مقرر کیا جاتا ہے۔

(۳) حکیم اللہ دتا صاحب کو جماعت احمدیہ شاہ پور امرگڑھ کے لئے امین مقرر کیا جاتا ہے۔

(۴) چوہدری غلام نادر صاحب کو جماعت احمدیہ چک $\frac{152}{2L.H.}$ ڈاکخانہ ہارون آباد ضلع بہاولنگر کے لئے سکرٹری مال مقرر کیا جاتا ہے۔

(۵) چوہدری فتح محمد صاحب چک $\frac{102}{6.R.}$ کو جماعت احمدیہ چک $\frac{103}{6.R.}$ کے لئے امین مقرر کیا جاتا ہے۔

(۶) جماعت احمدیہ کوٹ کوڑا ضلع سیالکوٹ کیلئے مندرجہ ذیل عہدیداران مال مقرر کئے گئے ہیں۔
سکرٹری مال و محاسب۔ جلال الدین صاحب۔ امین۔ مولا بخش صاحب

(۷) حافظ نور الٰہی صاحب ریونیو ہیڈ کلرک بہاولپور کو جماعت احمدیہ بہاولپور کیلئے سکرٹری مال مقرر کیا جاتا ہے۔ محاسب اور امین کے فرائض بھی حافظ صاحب ہی ادا کریں گے۔

ناظر بیت المال

انقرہ ۱۵ جولائی۔ ترکش ریڈیو کا بیان ہے۔ کہ روس نے بحرالکاہل میں سرنگیں بچھادی ہیں۔ اس نے یہ بھی بیان کیا ہے۔ کہ ترکی پر جرمن حملہ کا سخت خطرہ ہے۔ اور اس کے لئے جرمنی زور شور سے تیاریاں کر رہا ہے۔ بلغاریہ کی فوجیں ترکی کی سرحد پر دھڑا دھڑ جمع ہو رہی ہیں۔ قلعہ بندیاں تیار کی جارہی ہیں۔ ترکی بھی اپنی حفاظت اور دشمن کے مقابلہ کی زبردست تیاریاں کر رہا ہے۔

لنڈن ۱۵ جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ دشمن کے ہوائی حملوں سے جون میں برطانیہ میں صرف ۳۹۹ اشخاص ہلاک ہوئے۔ ایک سال کے عرصہ میں کل ۴۲ ہزار اشخاص ہلاک ہوئے ہیں۔

لنڈن ۱۵ جولائی۔ آغاز جنگ سے اب تک اتحادیوں کے ۷۱ لاکھ ۱۹ ہزار ٹن کے ۱۷۳۸ جہاز ڈوب چکے ہیں۔ ان میں سے برطانوی جہازوں کا وزن ۳۲۳۶۰۵۱ ٹن تھا۔

ماسکو ۱۵ جولائی۔ ماسکو ریڈیو کا بیان ہے کہ منسک سے ماسکو جانے والی سڑک پبلک ٹریفک کے لئے بند کر دی گئی ہے چپے چپے پر چھاؤنیاں قائم اور اہم مقامات پر خاردار باڑیں لگائی جارہی ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ روس اور پولینڈ کے نمائندوں میں فوجی معاہدہ کے لئے ابتدائی بات چیت مکمل ہو چکی ہے۔ پولش نمائندوں نے وعدہ کیا ہے۔ کہ جرمنی کے مقبوضہ پولینڈ میں علم بغاوت بلند کیا جائے گا۔

واشنگٹن ۱۵ جولائی۔ مسٹر کارٹر گلاس نے جسے حال میں امریکن سینیٹ کا عارضی صدر منتخب کیا گیا تھا۔ ایک بیان میں کہا کہ غیر جانبداری کا قانون فوراً منسوخ ہونا چاہیئے۔ تا سمندروں کی آزادی پھر قائم ہو سکے۔ اور ہٹلر کو بتایا جا سکے کہ ہم اس سے نہیں ڈرتے۔

لاہور ۱۵ جولائی۔ کمشنر لاہور ڈویژن نے اعلان کیا ہے کہ تیرہ شہروں

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

یعنے لاہور۔ امرتسر۔ [illegible]۔ سیالکوٹ۔ گوجرانوالہ۔ شیخوپورہ۔ وزیرآباد۔ قصور۔ گورداسپور۔ ڈلہوزی۔ پٹھانکوٹ اور بٹالہ میں ۲۴-۲۵ جولائی کو یعنے دوران بلیک آؤٹ رہے گا جو ۲۶ جولائی کو صبح سورج نکلنے تک جاری رہے گا۔ خلاف ورزی کرنے والے کو چھ ماہ قید و جرمانہ کی سزا دی جا سکے گی۔

لنڈن ۱۵ جولائی۔ ایرانی سفیر نے اعلان کیا۔ کہ حکومت ایران نے ہر حال میں غیر جانبدار رہنے کا عزم کر رکھا ہے۔ ایران پر تاحال کسی نے کوئی دباؤ نہیں ڈالا۔

سٹاک ہالم ۱۵ جولائی۔ ڈاکٹر گوئبلز کی دعوت پر سویڈن کے بعض اخباری نمائندے روسی محاذ پر جنگی حالات دیکھنے گئے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ جرمن فوجیں روس کے جن علاقے میں داخل ہوئیں۔ وہاں راکھ کے ڈھیر آگ کے شعلوں اور منہدم عمارتوں کے سوا کچھ نہ پایا۔ روسی نہایت باقاعدگی اور حفاظت کے ساتھ تمام کار آمد اشیاء ان علاقوں سے نکال کر لے گئے۔

لاہور ۱۵ جولائی۔ مسٹر ساگر چند بیرسٹر کو ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ قید کی سزا کا حکم ہوا ہے۔ اس نے ایک پولیس افسر کو جو منٹو پارک میں ایک واقعہ قتل کی تحقیق کر رہا تھا۔ سو روپیہ بطور رشوت پیش کیا تھا۔

لنڈن ۱۶ جولائی۔ امریکہ کے ایک ذمہ وار افسر نے بیان کیا۔ کہ اس وقت جرمنی اور اس کے ساتھی ملکوں میں جسقدر سامان جنگ بن رہا ہے۔ امریکہ میں اس سے زیادہ بنتا ہے۔ ایک سال ہوا۔ امریکن اسلحہ ساز فیکٹریوں میں چار لاکھ مزدور کام کرتے تھے۔ اب تیس لاکھ ہیں۔ ایک سال بعد ساٹھ لاکھ ہو جائیں گے۔

لنڈن ۱۶ جولائی۔ برطانوی ہوائی جہازوں نے آج رات پھر روہر کے صنعتی علاقہ پر حملے کئے۔ اگرچہ موسم خراب تھا۔ پھر بھی کئی بم نشانہ پر لگے۔ شمالی فرانس کے ہوائی اڈوں پر بھی کامیاب حملے کئے گئے۔ صرف تین بمبار واپس نہ آ سکے۔ دشمن کے ہوائی جہازوں کا برطانیہ پر حملہ بالکل معمولی تھا۔ ایک ہوائی جہاز نے جنوب مشرقی علاقہ کے ایک شہر پر بم گرائے۔ جس سے کچھ مالی نقصان ہوا۔ ہلاک یا زخمی کوئی نہیں ہوا۔

لنڈن ۱۶ جولائی۔ دوشنبہ کی رات کو ماسکو میں تین بار ہوائی خطرہ کا الارم ہوا۔ دشمن کے کچھ جہازوں نے حملے کئے۔ شہریوں کے کچھ مکانات کا نقصان ہوا۔ مگر کسی کے ہلاک یا زخمی ہونے کی اطلاع نہیں۔

لنڈن ۱۶ جولائی۔ شام کی اتحادی افواج بیروت میں داخل ہو چکی ہیں۔ آج آسٹریلوی سپاہ رسمی طور پر شہر میں داخل ہوئی۔ لوگوں نے ہماری فوج کی بہت آؤ بھگت کی۔ شہر میں خوب چہل پہل ہے۔ اور لوگ خوشی کا اظہار کر رہے ہیں۔ کہ ان کا ملک نازی اثر سے پاک ہو گیا۔

کانپور ۱۶ جولائی۔ ہڑتال کی حالت اور بھی خراب ہو گئی ہے۔ آج اٹھارہ ہزار مزدور کام پر نہیں آئے۔

لنڈن ۱۶ جولائی۔ جرمن کئی روز سے یہ کہہ رہے تھے کہ ان کی فوجیں کیف کے پاس پہنچ گئی ہیں۔ بلکہ اس پر قبضہ کی خبریں بھی اڑا رہے تھے۔ مگر آج ایک جرمن افسر نے برلین میں کہا کہ ابھی یہ نہیں کہنا چاہیئے کہ کیف پر ہمارا قبضہ ہو چکا ہے۔

دہلی ۱۶ جولائی۔ گورنمنٹ ہند کے سپلائی ممبر آنریبل سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے آج آل انڈیا ریڈیو سے ایک تقریر براڈکاسٹ کرتے ہوئے جنگی سامان کی تیاری کے سلسلہ میں ہندوستان کی سرگرمیوں کا ذکر کیا۔ اور بتایا کہ ہندوستان نے اس کام میں بہت ترقی کی ہے۔ اس سے قبل جن مکمل پرزوں کی ضرورت تھی وہ اگرچہ یہاں نہ مل سکتے تھے۔ اور لڑائی کی وجہ سے باہر سے حاصل کرنے میں بھی دقت تھی۔ پھر بھی ہندوستان نے بڑا کام کیا ہے۔ بالخصوص فولادی صنعت کو بہت فروغ حاصل ہوا ہے۔ اور اگر حالات سازگار رہے۔ تو گولی روکنے والی فولادی چادریں پہلے سے زیادہ تیار ہونے لگیں گی۔ اور ہتھیار بند گاڑیوں کے لئے جتنی چادروں کی ضرورت ہو گی وہ پوری ہو سکے گی۔ گولہ بارود بنانے والے کارخانے جتنی توپیں پہلے تیار کرتے تھے اب اس سے پانچ گنا زیادہ تیار کرتے ہیں۔ ہندوستانی کاریگروں کو گولہ بارود بنانے کا کام پہلے نئے سرے سے سیکھنا پڑا۔ مگر انہوں نے سیکھا۔ رائفلیں بھی اب پہلے سے زیادہ بن رہی ہیں۔ اور بھی زیادہ ترقی ہو گی۔ دوسرے ملکوں کو ہندوستان سے چھ لاکھ بھرے ہوئے گولے اور پندرہ کروڑ گولیاں بھیجی جا چکی ہیں۔ اسلحہ بنانے کے لئے اب تک ۵۴ فرموں کو لائسنس دیئے جا چکے ہیں۔ ریلوے ورکشاپوں میں ہر ہفتہ ایک ہزار گیج تیار ہوتے ہیں۔ جہاز سازی کے کارخانے بھی بہت سے چھوٹے جہاز جن میں سرنگیں صاف کرنے والے جہازوں سے لے کر جان بچانے والی چھوٹی کشتیاں تک شامل ہیں تیار کر رہے ہیں سوتی اور اونی کپڑا بھی اس سال تیس کروڑ چالیس لاکھ تیار ہو چکا ہے۔ تیس ہزار درزی فوجی وردیوں کے سلسلہ میں کام کر رہے ہیں۔ اور ہر ماہ پچاس لاکھ کپڑے تیار کرتے ہیں۔ اس سال ڈیڑھ کروڑ روپیہ مالیت کا کپڑا بھی خریدا جا رہا ہے۔ اور خیموں پر ۲½ کروڑ روپیہ صرف کیا جائے گا۔ یہاں ہر سال بیس لاکھ فوجی بوٹ بھی تیار ہو سکتے ہیں۔ اور یہ کام پورے زور سے ہو رہا ہے۔ اس سال پانچ لاکھ ٹن لکڑی بھی ہندوستان سے لی جا رہی ہے۔ جس سے سامان اٹھانے والی گاڑیوں کے باڈی بنائے

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کی۔ ایڈیٹر غلام نبی